خطبہ نمبر 39

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطباتِ جمعہ

عنوان: آپسی دشمنی کی وجوہات اور ان کا تدارک

از: مولانا محمد اکبر علی برکاتی

مجلسِ ادارت

☪ مولانا نثار احمد مصباحی ☪ مولانا محمد شاہد علی مصباحی

☪ محمد زبیر قادری

مجلسِ مشاورت

☪ مولانا محمد اکبر علی برکاتی ☪ مولانا خالد ایوب مصباحی

☪ مولانا توصیف رضا سنبھلی ☪ مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی

☪ مفتی رضاء المصطفیٰ مصباحی ☪ مولانا بلال نظامی

پیش کش: روشن مستقبل، دھلی

بتاریخ:۱۵/ربیع الآخر ۱۴۴۱ھ/ 13، دسمبر 2019ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ العزیز المتکبر الجبار والصلوۃ والسلام علی النبی الامین المختار وعلی اٰلہ الاطھار وصحابتہ الاخیار مادام اللیل والنھار ۔اما بعد۔

فاعوذباللہ من الشیطان الرجیم ۔بسم اللہ الرحمن الرحیم

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۔ (الحجرات ۱۳)

ہر کام کی کوئی نہ کوئی علت و وجہ ہوتی ہے، بلاسبب و وجہ کسی بھی قول و فعل کا صدور نہیں ہوتا۔خصوصاً حضرتِ انسان جوکہ فطرتاً مفاد پرست واقع ہوا ہے، وہ ایسا کام کیوں کرے گا جس میں اس کا کوئی فائدہ نہ ہو۔جب معاملہ یہ ہے تو انسان بلاوجہ کسی کی غیبت، چغلی، چوری، قتل، غصب، حسد وغیرہ کیوں کرے گا۔اور وجہ جائز و صالح بھی ہوسکتی ہے، ناجائز و گناہ بھی۔

عداوت و دشمنی کے بظاہر بہت سے اسباب ہوسکتے ہیں مگر میرا خیال ہے کہ اکثر عداوتوں کی وجہ مندرجہ ذیل اسباب ہوتے ہیں:-

(۱) غلط فہمی (۲) تہمت (۳) سچے کو جھوٹا ماننا (۴) بغیر تحقیق افواہ پر یقین کرنا (۵) کسی کو ایسے الفاظ و القاب سے مخاطب کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو (۶) تمسخر و استہزا (۷) چغلی و غیبت کرنا (۸) اپنے کو اعلیٰ، غیر کو ادنیٰ سمجھنا (۹) حسد کرنا۔

برائے تقریب فہم امثال و نظائر

غلط فہمی:

آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولید بن عقبہ کو قبیلہ بنی مصطلق میں صدقات و زکوۃ وصول کرنے کے لیے

بھیجا۔ بنی مصطلق کو اس بات کی خبر ان کے پہنچنے سے پہلے ہوگئی، تو ان کے معزز حضرات وفد کی شکل میں اپنی بستی کے باہر ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہو گئے۔ دور ہی سے ولید بن عقبہ کی نظر ان پر پڑی۔ چونکہ قبلِ اسلام بنی مصطلق اور ولید بن عقبہ کے قبیلے کے درمیان دشمنی تھی، اسی وجہ سے انہوں نے یہ خیال کیا کہ پرانی عداوت کی بنا پر یہ تمام مجھے قتل کرنے کے لیے کھڑے ہیں۔ وہ بغیر ملاقات کیے ہوئے دور سے ہی واپس ہو گئے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بنی مصطلق نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا، اور میرے قتل کے درپے ہوئے، کسی طرح جان بچا کر واپس آ گیا ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تحقیق حال کے لیے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

انہوں نے خبر دی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ولید بن عقبہ تو ان کی بستی میں گئے ہی نہیں۔ بلکہ بہت دور ہی سے لوٹ آئے ہیں۔ انھوں نے بنی مصطلق کے ذریعے ادا کیے ہوئے صدقات پیش فرمائے اور بتایا کہ وہ اذانیں دیتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، وحدانیت و رسالت کا اقرار کرتے ہیں۔

پھر خود بھی بنی مصطلق نے آ کر پورا واقعہ بیان کیا، تب قرآنِ مقدس کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ۔ (الحجرات، آیت ٦)

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو کہ کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذا نہ دے بیٹھو، پھر اپنے کیے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔ (کنزالایمان)

اگر سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تحقیق حال نہ فرما کر لشکر کشی کا حکم فرماتے تو ناحق قتل وخوں ریزی ہوتی اور لوگوں کو یہ کہنے کا موقع ملتا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسلمانوں کو ہی ناحق قتل کرتے ہیں۔

یہاں یہ وضاحت بھی کرتے چلیں کہ جس موقع پر حضرت ولید بن عقبہ غلط فہمی کی وجہ سے واپس آئے اور یہ سارا واقعہ ہوا، اسی موقع پر فاسق کی خبر کی تفتیش کر لینے کا یہ ربانی حکم نازل ہوا ہے۔ آیت کے نزول اور ولید بن عقبہ کے واقعے میں صرف یہ مناسبت ہے کہ دونوں کا وقت ایک دوسرے سے ملا ہوا ہے، ورنہ معاذ اللہ یہ آیت کسی صحابی کو ''فاسق'' نہیں قرار دے رہی ہے۔ کیوں کہ فاسق اسے کہتے ہیں جس نے فسق کیا ہو، یعنی جو جان بوجھ کر

اللہ عزوجل کی نافرمانی کرتا ہو۔ جب کہ یہاں حضرت ولید بن عقبہ نے جان بوجھ کر کوئی خطا نہیں کی تھی بلکہ غلط فہمی کی وجہ سے وہ واپس آ گئے تھے، اور غلط فہمی والے کو فاسق نہیں کہا جا سکتا۔

(امام فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر میں یہی آیت دیکھیے)

تہمت:

۵ ھ میں غزوۂ بنی مصطلق سے واپسی میں اُم المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر منافقین نے (معاذ اللہ) بدکاری کی تہمت لگائی۔ مخلصین صحابہ کرام اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی برملا ان کی برأت کا اظہار کیا۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مقدس میں سورۂ نور نازل فرما کر ان کی پاک دامنی کا آفتاب ایسا روشن فرما دیا کہ قیامت تک اس کی روشنی کم نہ ہوگی۔ اور تہمت لگانے والوں کی پیٹھوں پر اسّی (۸۰)، اسّی (۸۰) کوڑے مارے گئے۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔ (النور:۴)

اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو انہیں اسّی (۸۰) کوڑے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ مانو اور وہی فاسق ہیں۔ (کنز الایمان)

عداوت و دشمنی کی بڑی وجہیں تہمت اور غلط فہمی دونوں سے ہی بہت ہی آسانی سے بچا جا سکتا ہے، بس ضرورت ہے کہ قرآنِ مقدس کی (سورۂ حجرات، آیت ۶) میں خدائے قدوس نے ہمیں جو حکم دیا ہے اُس پر عمل پیرا ہو جائیں۔

سچے کو جھوٹا ماننا:

یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب حضرت مرداس بن نہیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ علاقہ فدک کے لوگ نورِ اسلام سے منور نہ ہوئے تھے۔ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ کی سرکردگی میں ایک لشکر فدک کی طرف بھیجا۔ اہلِ فدک نے اپنے علاقے میں ایک لشکر دیکھا تو بستیاں چھوڑ کر پہاڑوں، جنگلوں میں چھپ گئے۔ حضرت مرداس بھی اپنا بچاؤ کرتے ہوئے اپنی بکریوں کے ریوڑ کیساتھ پہاڑ پر چڑھ گئے۔ مگر

جب انہوں نے لشکر سے نعرۂ تکبیر کی آواز سنی تب جانا کہ یہ لشکر مسلمانوں کا ہے۔ چونکہ خود بھی مسلمان تھے۔ تو اس یقین کے ساتھ کہ مسلمان مجھے تکلیف نہ پہنچائیں گے پہاڑ سے نیچے اُتر کر باآواز بلند لشکر اسلام کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کر کے اعلانیہ کلمۂ توحید پڑھا۔ سیدنا حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ خیال کیا کہ یہ شخص اپنی جان و مال بچانے کے لیے جھوٹ ہی اعلانیہ کلمۂ طیبہ پڑھ رہا ہے ورنہ اس علاقے میں مسلمان کہاں؟ حضرت مرداس بن نہیک کو انھوں نے قتل کر دیا اور بکریوں کو بطور مالِ غنیمت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں پیش کر کے پورا واقعہ بیان کیا۔ پوری سرگزشت سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات پر سخت ناراض ہوئے کہ ایک کلمۂ توحید کا اقرار کرنے والے کو کیوں قتل کر دیا؟ پھر ان کی بکریاں ان کے ورثا کو واپس فرما دیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِندَ اللهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ كَذَٰلِكَ كُنتُم مِّن قَبْلُ فَمَنَّ اللهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوا إِنَّ اللهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۔ (النساء94)

ارشادِ ربانی ہے: اے ایمان والو! جب تم جہاد کو چلو تو تحقیق کر لو۔ اور جو تمہیں سلام کرے اس سے یہ نہ کہو کہ تُو مسلمان نہیں۔ تم جیتی دنیا کا اسباب چاہتے ہو تو اللہ کے پاس بہتیری غنیمتیں ہیں۔ پہلے تم بھی ایسے ہی تھے۔ پھر اللہ نے تم پر احسان کیا۔ تو تم پر تحقیق کرنا لازم ہے۔ بیشک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ (کنز الایمان)

اگر سیدنا حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ معاملے کی تحقیق فرما لیتے تو حضرت مرداس بن نہیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل سے بچ جاتے اور یہ خود آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی سے بچ جاتے۔

تمسخر اور استہزا:

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم اپنے آپ کو اشرف و افضل اور دوسروں کو حقیر و ذلیل سمجھتے ہوئے ان کی ہنسی اُڑاتے اور ان کا خاکہ بناتے ہیں۔ ایوانِ انسانیت کا یہ نقص حال یا ماضی قریب کی ایجاد و بدعت نہیں بلکہ صدیوں پہلے بھی یہ خرابی موجود تھی۔ جب قرآن و احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں تو پاتے ہیں کہ حضراتِ انبیاء کرام علیٰ نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام نے جب بھی اپنی قوم کو ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دی اور شرک و کفر سے دور رہنے کی تلقین فرمائی، ان کی قوموں کے وہ لوگ جو دنیاوی دولت و اقتدار کے مالک تھے، اکثر نے یہی کہا جو سیدنا حضرت نوح

علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی قوم نے ان سے کہا۔

فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِثْلَنَا وَمَا نَرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّأْيِ وَمَا نَرَى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كَاذِبِينَ۔ (ھود:۲۷)

تو اس کی قوم کے سردار جو کافر ہوئے تھے بولے۔ ہم تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں۔ اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری پیروی کسی نے کی ہو مگر ہمارے کمینوں نے سرسری نظر سے اور ہم تم میں اپنے اوپر کوئی بڑائی نہیں پاتے۔ بلکہ ہم تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔ (کنزالایمان)

اس آیت کریمہ سے سمجھ میں یہ آیا کہ انہوں نے اپنے آپ کو اشرف وافضل اور حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کو ادنیٰ وارذل مانا۔ دوسری آیت کریمہ میں ہے کہ خود سیدنا نوح علیہ السلام کا مذاق بناتے تھے۔ ارشاد ربانی ہے:-

وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ قَالَ إِنْ تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ۔ (ھود ۳۸)

اور نوح کشتی بناتا ہے اور اس کی قوم کے سردار اس پر گزرتے اس پر ہنستے۔ بولا اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ایک وقت ہم تم پر ہنسیں گے، جیسا تم ہنستے ہو۔ (کنزالایمان)

قبیلہ بنی تمیم کے جو مالدار لوگ مسلمان ہوئے تھے ابتدا میں وہ غریب صحابہ خصوصاً حضرت عمار بن یاسر، حضرت بلال، حضرت صہیب رومی، حضرت خباب بن ارت، حضرت سلمان فارسی اور حضرت سالم وغیرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو دیکھ کر ان کی غربت ومفلسی کی ہنسی اُڑاتے۔

ایک مرتبہ اُم المومنین سیدتنا حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اُم المؤمنین سیدتنا صفیہ بنت حُیّ بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہودیہ کہہ دیا۔ اس پر انہیں رنج ہوا۔ جب نبی اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اطلاع دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور فرمایا: اے صفیہ! تم ایک نبی کی بیٹی اور نبی کی بیوی ہو، وہ (حفصہ) تم سے اچھی کیسے ہوسکتی ہے؟ وہ تم پر کیا فخر کرتی ہے؟ حضرت حفصہ سے فرمایا: اے حفصہ! خدا سے ڈرو۔ (رواہ الترمذی ماخوذ خزائن العرفان)

تمسخر و استہزا اور بیجا فخر و مباہات کا قلعہ قمع کرنے کے لیے رب تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ارشادِ ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ۔ (حجرات ۱۱)

اے ایمان والو! مرد مردوں سے نہ ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے۔دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں۔ (کنزالایمان)

قرآن و احادیث کے مطالعہ سے یہ بات بخوبی سمجھ میں آجاتی ہے کہ تمسخر و استہزا کفار و مشرکین کا طریقہ و وطیرہ ہے۔وہی اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوبین انبیاء، اولیاء، صلحا کا مذاق بناتے تھے۔لہٰذا لازمی طور پر ہمیں اس عادتِ قبیحہ سے بچنا چاہیے۔

ناپسندیدہ اسماء والقاب سے پکارنا:

ناراضگیوں، جھگڑوں اور فساد کی ایک وجہ لوگوں کو برے ناموں سے پکارنا بھی ہے۔کسی کو کانا، ناٹا، بہرا، پاگل، گدھا، اُلّو، کالا، وغیرہ۔تھوڑا موٹا دیکھ کر بیل یا ہاتھی، لمبے کو اونٹ وغیرہ کہہ دینا عام بات ہے۔بسا اوقات ایسے القاب جان لیوا ثابت ہوتے ہیں۔اگر وہ اشخاص جنہیں یہ نام دیئے گئے ہیں ناپسند کرتے ہیں تو یہ القاب پکارنا سخت ناجائز و گناہ ہے۔

وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ۔ (11 حجرات)

اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے برے نام کیا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا اور جو توبہ نہ کرے تو وہی ظالم ہیں۔ (کنزالایمان)

شخصی طور پر فردِ واحد کو کانا، کلّو، اونٹ وغیرہ کہا جائے تو اس کا نقصان محدود ہوتا ہے۔لیکن اگر پوری قوم کو بُرے یا ایسے نام سے پکارو جسے وہ قوم ناپسند کرتی ہو، تب تو یہ بہت بڑا فساد ہے۔مثلاً۔انصاریوں کو جلاہا، منصوریوں کو بہنا یا دھنیا، قریشیوں کو قصائی یا قصاب وغیرہ کہنا۔کیونکہ ان برادریوں نے کسی نہ کسی اسلامی بزرگ

کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرلیا ہے۔

غیبت وجاسوسی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ۔ (الحجرات:۱۲)

اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہوجاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارہ نہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔(کنزالایمان)

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا۔ (الاسراء:۳۶)

اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں بیشک کان اور آنکھ اور دل سب سے سوال ہونا ہے۔
(کنزالایمان)

چغلی وغیبت کرنے اور کسی کے عیبوں کی تلاش میں رہنے کی مذمت میں بہت سی احادیث ہیں، مگر میں یہاں پر صرف دو حدیثیں بیان کرکے گزر جانا چاہتا ہوں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ سَتَرَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ، سَتَرَ اللهُ عَوْرَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ كَشَفَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ، كَشَفَ اللهُ عَوْرَتَهُ، حَتَّى يَفْضَحَهُ بِهَا فِي بَيْتِهِ۔ (سنن ابن ماجہ بَابُ السِّتْرِ عَلَى الْمُؤْمِنِ وَدَفْعِ الْحُدُودِ بِالشُّبُهَاتِ)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے مومن بھائی کے عیبوں کو چھپالیا، اللہ عزوجل روزِ قیامت اس کے عیبوں کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اور جس نے کسی مسلمان کے ناپسندیدہ اعمال ظاہر کیے تو اللہ جل شانہ اس کے عیبوں کو ظاہر فرما کر اسے رُسوا کردے گا، بھلے ہی گھر کے اندر ہی بیٹھا رہے۔

اس حدیث پاک پر غور کیجیے۔ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے چوری چھپے گناہ نہیں کیے۔ہمیں دنیا والے نیک و پرہیز گار اس لیے کہتے ہیں کہ ان کی نظروں سے ہماری کرتوتیں پوشیدہ ہیں۔ ہمارے بہت سے گناہ تو ایسے بھی ہوں گے جن کا علم ہونے کے بعد سب سے قریبی بھی ہمیں قریب بٹھانا گوارہ نہ کرے گا۔ان کے ظاہر ہونے کے بعد ہمیں اپنی زندگی بوجھ محسوس ہونے لگے گی۔لیکن اللہ رب العزت نے بلا کسی دباؤ یا لالچ کے محض اپنی رحیمی و کریمی، ستاری غفاری سے انہیں چھپا رکھا ہے۔لہٰذا ہم باعزت بنے گھوم رہے ہیں۔میدانِ محشر میں جب اولین و آخرین کا مجمع ہوگا۔یعنی دوست دشمن، ماں باپ، بھائی، بہن، بیٹا بیٹی استاد و پیر اور خود حضور اقدس ﷺ بھی جلوہ افروز ہوں گے۔کیا تم چاہو گے کہ سب کے سامنے تمہارے عیب بیان کیے جائیں؟ اگر نہیں تو کسی مسلمان کے عیبوں کو حتی الامکان چھپائیے۔آخرت ہی کی کیا تخصیص، حضور اقدس ﷺ نے تو یہ بھی فرمایا ہے کہ دنیا میں ہی اسے رسوا کیا جائے گا، بھلے ہی گھر میں گوشہ نشین ہو گیا ہو۔یقیناً اللہ رب العزت اس پر ہر وقت بخوبی قادر ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ حَمَى مُؤْمِنًا مِنْ مُنَافِقٍ، أُرَاهُ قَالَ: بَعَثَ اللهُ مَلَكًا يَحْمِي لَحْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ، وَمَنْ رَمَى مُسْلِمًا بِشَيْءٍ يُرِيدُ شَيْنَهُ بِهِ، حَبَسَهُ اللهُ عَلَى جِسْرِ جَهَنَّمَ حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ۔ (سنن ابوداود، بَابُ مَنْ رَدَّ عَنْ مُسْلِمٍ غِيبَةً)

حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو مومن کسی مومن کی کسی منافق کے ذریعے ہونے والی بے عزتی کو روکے گا۔تو اللہ جل شانہ ایک فرشتہ بھیج کر قیامت کے دن اس کے گوشت کو جہنم کی آگ سے بچائے گا۔اور جو شخص کسی مسلمان پر تہمت لگائے گا جس سے اس کا مقصد اسے مطعون کرنا ہو۔تو اللہ رب العزت اسے جہنم کے پل پر روکے رکھے گا، یہاں تک کہ جو کچھ اس نے کہا ہے اس سے نکل جائے۔

اس حدیث پاک میں مومن کی عزت کی حفاظت کرنے والے کو عذابِ جہنم سے نجات کی بشارت ہے جبکہ اسے رسوا کرنے والا پل صراط پر روک لیا جائے گا۔

حسد اور جلن:

یہ بلا ایسی ہے کہ حضرتِ انسان دنیا میں تشریف بھی نہ لایا تھا، مسجودِ ملائکہ بھی نہ بنا تھا، تبھی سے اس سے حسد کیا جا رہا ہے۔ خلاقِ کائنات جل جلالہ نے سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرما کر ان کے خلیفۃ اللہ فی الارض ہونے کا اعلان فرمادیا تو شیطان کو حسد ہوگیا اور جب اسے حضرت آدم کو سجدہ کرنے کا حکم ہوا تو انکار کر دیا۔ اور خود کو حضرت آدم سے بہتر خیال کرتے ہوئے بولا: أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ۔ (اعراف 12)

میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا۔ (کنزالایمان)

پھر یہی بیماری اولادِ آدم میں بھی سرایت کر گئی، قابیل نے ہابیل کو قتل کیا، اس کی وجہ بھی حسد ہی تھا۔

حسد کی مذمت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم : إِنَّ الْحَسَدَ لَيَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔ (ابوداود)

یقیناً حسد نیکیوں کو ایسے صفاچٹ کر جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ قرآن مقدس میں ارشاد ہوا:

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللهُ مِن فَضْلِهِ۔ (النساء ۵۴)

یا لوگوں پر حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا۔ (کنزالایمان)

تدارک:

میرے خیال میں ان تمام خرافات کی اصل وجہ غرور، تکبر، خود پسندی وغیرہ ہے۔ خود کو اشراف کہنے والی قوموں (سید، شیخ، مغل، پٹھان) وغیرہ میں بعض حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں کچھ اونچا مرتبہ حاصل ہے اور ہم ہی خدا کے محبوب ہیں۔ کچھ بھی کریں پھر بھی ہم جنتی جنتی ہیں۔!!

تو محترم حضرات! عرض خدمت ہے کہ یہ ذہن وفکر اسلامی نہیں بلکہ یہ ذہنیت تو برہمنیت، یہودیت اور عیسائیت کی ہے۔ برہمن کہتے ہیں ہم برہما کے مُکھ سے پیدا ہیں۔ لہٰذا ہمارا مرتبہ سب سے اونچا۔ ہم پر کوئی قانون لاگو نہیں ہوتا۔ ہمیں کسی بھی جرم پر سزا نہیں دی جاسکتی وغیرہ۔ اسی قسم کا حال یہودیوں نصرانیوں کا ہے، وہ بھی خود کو

خدائے قدوس کا بیٹا اور محبوب سمجھتے ہیں۔قرآن ان کے اس قول کی ترجمانی فرمارہا ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى نَحْنُ أَبْنَاءُ اللهِ وَأَحِبَّاؤُهُ۔ (المائدہ۱۸)

ترجمہ: اور یہودی اور نصرانی بولے ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔

قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ مِمَّنْ خَلَقَ۔ (المائدہ۱۸)

تم فرمادو پھر تمہیں کیوں تمہارے گناہوں پر عذاب فرماتا ہے بلکہ تم آدمی ہو اس کی مخلوقات سے۔(کنزالایمان)

شانِ نزول:

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اہلِ کتاب آئے اور دین کے معاملے میں گفتگو کرنے لگے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اسلام وایمان کی دعوت دی اور اللہ کی نافرمانی کرنے سے اس کے عذاب کا خوف دلایا۔تو وہ کہنے لگے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ ہمیں کیا ڈراتے ہیں ہم تو اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ان کے اس دعوے کا بطلان ظاہر فرمایا گیا۔(تفسیر درمنثور بحوالہ دلائل النبوۃ للبیہقی ،وابن المنذروابن ابی حاتم وغیرہ)

جو حضرات برادریوں یا عہدہ ومال، دولت واقتدار کی بنا پر اپنے آپ کو اشراف کہتے ہیں یا لوگ انہیں کہتے، سمجھتے ہوں۔ان سے میری مؤدبانہ گزارش ہے کہ جب تک آپ اپنی مقررہ سانسیں پوری نہیں کر لیتے ،تب تک بھلے ہی آپ کو شیخ ،خان ،مغل وغیرہ ہونے پر کچھ سماجی ،معاشی ،سیاسی برتری حاصل ہوجائے۔مگر جیسے ہی مقررہ وقت وجگہ اور کیفیت پر آپ کی سانسیں پوری ہوئیں۔شرافت کا سارا طلسم ٹوٹ جائے گا۔

اگر آپ فرمائیں کہ جب یہ تمام چیزیں مدارِ شرف نہیں تو پھر فضل وشرف کا مدار ہے کیا؟ تو محترم حضرات اس سوال کو ہم خدائے تعالیٰ ہی سے پوچھ لیں۔اے سیدوں، خانوں، شیخوں، انصاریوں، منصوریوں، ادریسیوں، راعینیوں، قریشیوں، مومن ومشرک وغیرہ کے خالق و مالک یہ تو بتادے کہ ہم میں اشرف کون ہے؟ اور کون ارذل، اعلیٰ کون ہے؟ کون ادنی؟ تمام انسانوں میں کن برادریوں کو تو محبوب رکھتا ہے، کسے ناپسند فرماتا ہے؟ کون سی برادریاں مقبولِ بارگاہ ہیں اور کون مردود؟ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء رسل، اولیاء ومومنین ومومنات، مسلمین ومسلمات، کفار ومشرکین، موافقین ومخالفین غرض کہ اولین وآخرین گورے، کالے، لمبے، ناٹے، بینا،

نابینا، عربی، عجمی، امیر وغریب، بادشاہ رعایا سبھی طبقات کو مخاطب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ۔ (الحجرات: ۱۳)

(مفہوم) اے اُمرا، غربا، حکام ورعایا، گورے کالے، عالم جاہل، خوبصورت و بدصورت، مردو، عورتو، میں نے سب کے سب کو صرف ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے، یعنی تم سب کے ماں باپ ایک ہیں اور جو یہ قبیلے، خاندان، شعبے، مختلف رنگ ونسل حرفت و پیشے بنائے ہیں، یہ صرف تمہاری پہچان کے لیے ہیں۔ بالذات قبائل کی تخصیص میں کوئی فضیلت نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو چیز مدارِ تکریم وفضیلت فرمائی وہ خوفِ خدا ہے۔ ارشاد ہے: إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ۔ (الحجرات ۱۳)

یعنی اے تمام انسانو بغور سن لو میرے نزدیک مکرم ومعظم وہی ہے جو جتنا زیادہ میرے احکام وفرامین پر عامل اور منہیات سے دور ونفور ہے اور بس۔

اللہ جل جلالہٗ نے قرآنِ مقدس میں ۸۹ (نواسی) جگہ مسلمانوں کو خطاب فرمایا ہے اور ہر جگہ کلمہ (یا ایھا الذین آمنوا) ترجمہ: اے ایمان والو۔ ہی ارشاد فرمایا۔ کہیں بھی (یا ایھا العربیون) اے عرب والو۔ (یا ایھا الھندیون) اے ہندوستان والو۔ (یا ایھا العجمیون) اے عجم والو۔ (یا ایھا التجار) اے تاجرو (یا ایھا لفلاحون) اے کسانو وغیرہ ارشاد نہیں فرمایا۔ بلکہ تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی فرمایا۔ ارشاد ہوا (إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ) تمام کے تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں اور جنہیں بلندی عطا فرمائی بھی ہے تو وہ سید، شیخ، خان، مغل، انصاری، منصوری، قریشی کی بنا پر نہیں بلکہ ارشاد ہوا

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ۔

(المجادلہ: 11)

اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔ اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ (کنزالایمان)

سمجھ میں یہ آیا کہ مدارِ رفعت وعروج علم ہے۔ معظم ومکرم ہونے کی اصل تقویٰ و پرہیزگاری ہے۔

مرجع کون ہوگا؟

مرکزیت ومرجعیت بھی کسی خاص برادری کو حاصل نہیں۔فرمانِ الٰہی ہے:

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ (النحل ۴۳)

ترجمہ: اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔

یعنی عالم کسی بھی قبیلے، کسی بھی برادری کا ہو وہ اس لائق ہے کہ اس کی طرف رجوع کیا جائے۔سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفۃ الارض بنائے جانے پر ملائکہ کے ذریعے ہونے والے اعتراض کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ کہہ کر رَد نہ فرمایا کہ تم نور سے پیدا ہو، اس لیے زمینی خلافت کے اہل نہیں اور یہ مٹی سے پیدا ہے اس لیے خلافتِ ارضی کا زیادہ اہل ہے۔ بلکہ علم میں مقابلہ کرادیا۔جن اشیا کے اسما اور ان کے حقائق فرشتے نہ بتا سکے انہیں کو سیدنا حضرت آدم علیہ السلام نے بیان فرمادیا۔اس طرح علم کی افضلیت ثابت فرما کر فرشتوں کو بتادیا کہ جو زیادہ علم والا ہے وہی مستحقِ خلافت وحکومت ہے۔

حضرت علامہ عبدالرحمن جامی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں ؎

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی

کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

اے جامی اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچے عشق کرنے والے ہو جاؤ۔اور نسبی فخر ومباہات کو ترک کردو۔کیونکہ راہِ عشق ومعرفت میں وہی مسافر کامیاب ہے جو خود عاشق ہے۔اس راہ میں فلاں کا بیٹا ہونا کوئی بڑائی نہیں۔

سیدنا حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے نے کفر وشرک اختیار کیا۔اپنے والد جو کہ اللہ کے مقدس رسول تھے ان کی بات نہ مانی۔اسی کفر وشرک کی حالت میں ڈبو کر جہنم رسید کردیا گیا۔جب سیدنا حضرت نوح علیٰ نبینا علیہ الصلوۃ والسلام نے بارگاہِ ایزدی میں عرض کی جس کی ترجمانی قرآن فرماتا۔

وَنَادَى نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ۔ (ھود:۴۵)

ترجمہ: اور نوح نے اپنے رب کو پکارا عرض کی اے میرے رب میرا بیٹا بھی تو میرا گھر والا ہے اور بیشک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بڑا حکم والا۔ (کنزالایمان)

قَالَ يَانُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۔ (ھود ۴۶)

فرمایا اے نوح وہ تیرے گھر والوں میں نہیں بیشک اس کے کام بڑے نالائق ہیں۔ (کنزالایمان)

ایک اولوالعزم رسول نے بلاواسطہ اپنے حقیقی بیٹے کے تعلق سے بارگاہِ ذوالجلال والاکرام میں بخشش و مغفرت کی فریاد کرتے ہوئے عرض کیا کہ اے میرے رب! میرا بیٹا بھی تو میرا گھر والا ہے اور تو نے میرے گھر والوں کے ساتھ بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے۔ تو جب سیدنا حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے اولوالعزم رسول کے بلاواسطہ بیٹے کو کفر اختیار کرنے کی صورت میں نسبت ابنیت نے کوئی فائدہ نہ دیا تو خانیت، شیخیت، مغلیت، انصاریت، منصوریت کیا فائدہ دے گی؟

عروجِ نسل ونسب پر غرور بے معنی۔۔۔ عمل تلے گا قیامت میں خاندان نہیں (نامعلوم)

عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ السَّكُونِيِّ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ، خَرَجَ مَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوصِيهِ مُعَاذٌ رَاكِبٌ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ رَاحِلَتِهِ فَلَمَّا فَرَغَ، قَالَ: يَا مُعَاذُ، إِنَّكَ عَسَى أَنْ لَا تَلْقَانِي بَعْدَ عَامِي هَذَا، لَعَلَّكَ أَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِي وَقَبْرِي فَبَكَى مُعَاذٌ خَشَعًا لِفِرَاقِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ الْتَفَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ الْمَدِينَةِ، فَقَالَ: » إِنَّ أَهْلَ بَيْتِي هَؤُلَاءِ يَرَوْنَ أَنَّهُمْ أَوْلَى النَّاسِ بِي، وَإِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِي الْمُتَّقُونَ، مَنْ كَانُوا حَيْثُ كَانُوا، اللّٰهُمَّ إِنِّي لَا أُحِلُّ لَهُمْ فَسَادَ مَا أَصْلَحْتُ، وَايْمُ اللّٰهِ لَيَكْفَؤُونَ أُمَّتِي عَنْ دِينِهَا كَمَا يُكْفَأُ الْإِنَاءُ فِي الْبَطْحَاءِ ۔ (صحیح ابن حبان، مسند احمد)

سیدنا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ نے بیان کیا۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں یمن بھیجا تو سیدنا حضرت معاذ جب سوار ہو گئے تو آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی سواری کے قریب تشریف فرما ہو کر کچھ نصیحتیں فرمائیں۔ اس کے بعد فرمایا۔ اے معاذ! اس سال کے بعد تم مجھ سے ملاقات نہ کر سکو گے۔ تم میری مسجد اور میری

قبر کے قریب سے گزرو گے۔ یہ سن کر سیدنا حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ آقا کریم ﷺ کی جدائی کے غم میں پھوٹ کر رونے لگے۔ پھر حضور اقدس ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا۔ یقیناً میرے ان گھر والوں کا خیال ہے کہ وہ مجھ سے اورلوگوں کے مقابلے زیادہ قریب ہیں۔جبکہ حقیقت یہ ہے کہ میرے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جوسب سے زیادہ متقی ہیں۔وہ کوئی بھی ہوں اور کہیں کے بھی ہوں۔اے اللہ عزوجل میں ان کے لیے اس معاملے مین فساد برپا کرنا پسند نہیں کرتا جس کی تونے درستگی فرمادی ہے۔قسم اللہ عزوجل کی میری اُمت دین سے اسی طرح لڑھک جائے گی جیسے برتن ڈھلوان کی لڑھکتا ہے۔

یا اللہ کریم! اس بیان میں جوبھی خامیاں، غلطیاں ہوں اپنے فضل واحسان اور نبی کریم ﷺ کے صدقہ و طفیل معاف فرما کر اجروثواب سے محروم نہ فرمائے آمین اللھم آمین۔

استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ ۔اشھد ان لاالہ الا اللہ واشھدان سیدنا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ،

از۔مولانا محمد اکبرعلی برکاتی

مقام۔ باگی، کالپی جالون ۲۸۵۲۰۳

۳۰،نومبر ۲۰۱۹ مطابق ۲۸، ربیع النورشریف ۱۴۴۱ھ

Mo-9695857823